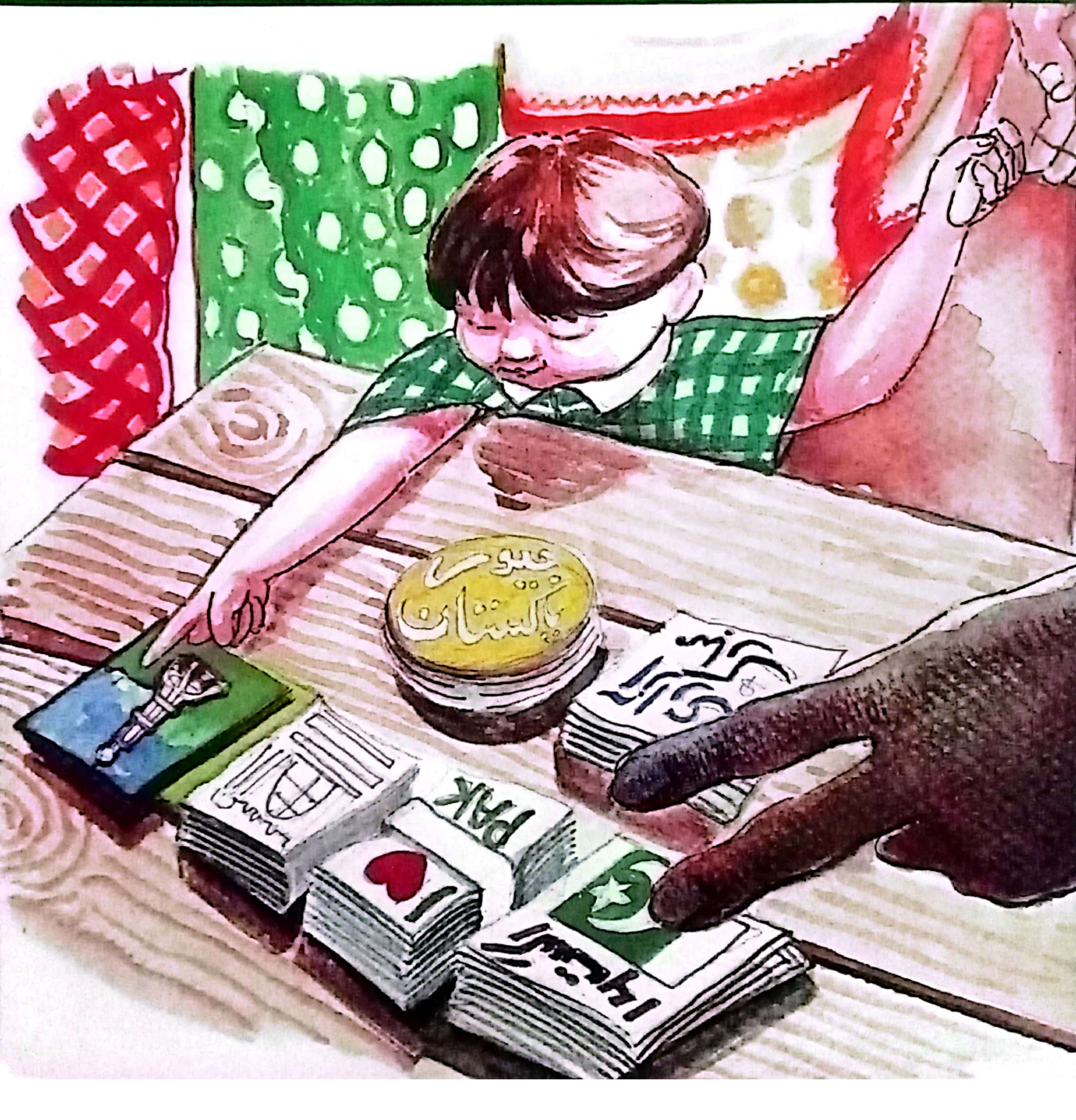
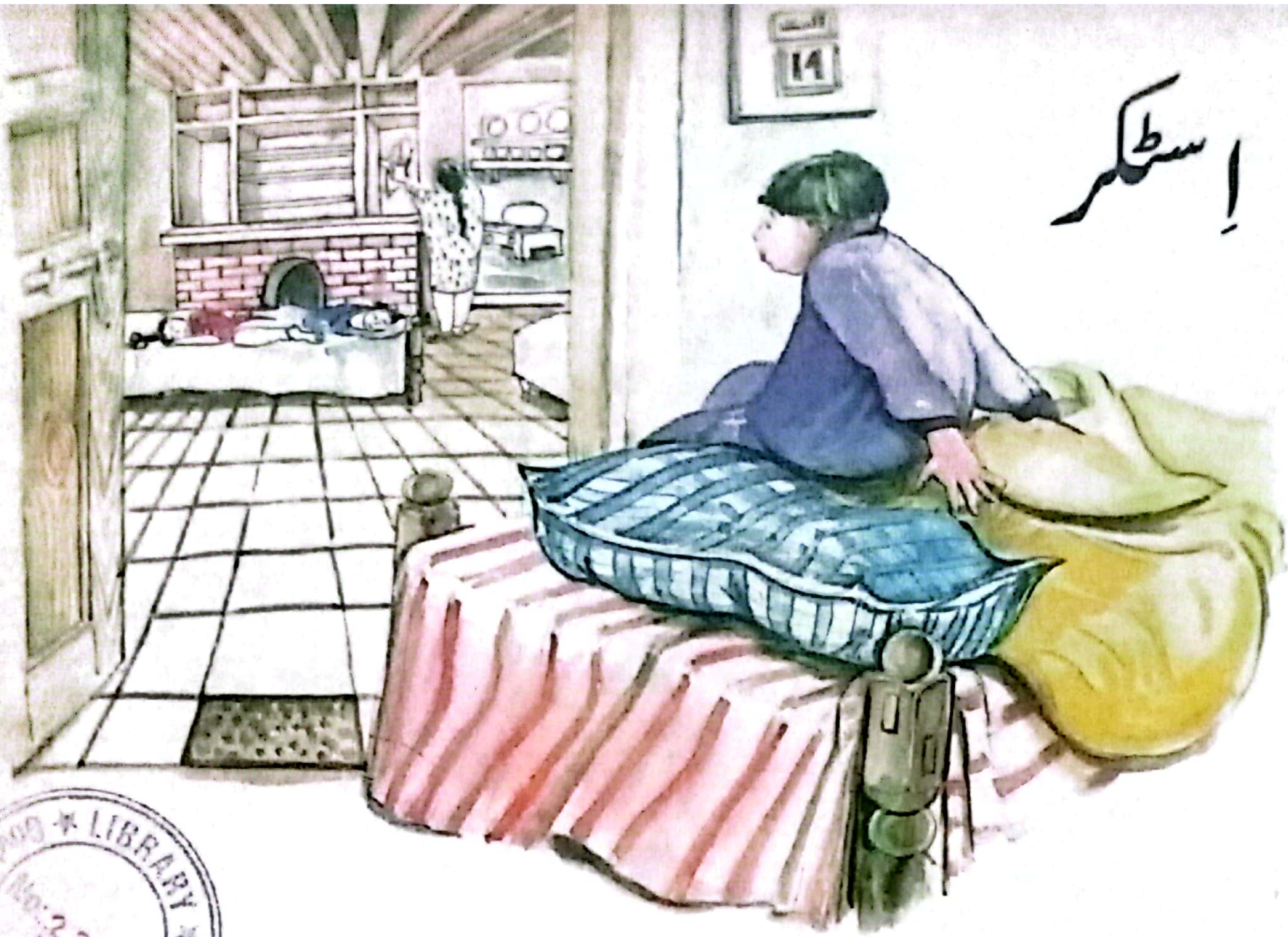
اسٹکر



اِسٹکر



صُبح تڑکے ہی توپوں کے گرجنے کی آواز آئی۔ انور نے بستر سے چھلانگ لگائی اور اُٹھ کھڑا ہوا۔ اِس دن کا اُسے بہت اِنتظار تھا۔

"آج تو 14 اگست ہے۔ پاکستان کی جشنِ آزادی کا دن!" اُس نے سوچا۔ وہ خوشی خوشی بھاگ کر امّی ابّو کے پاس پہنچا اور بولا۔

"امّی ابّو، آج پاکستان کی آزادی کا دن ہے۔ آج پریڈ دیکھنے چلیں۔ امّی، مجھے کچھ پیسے دے دیں۔ میں پریڈگراؤنڈ سے کچھ چیزیں خریدوں گا۔ ہم وہاں قلفی بھی کھائیں گے نا امّی!" وہ ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ گیا۔

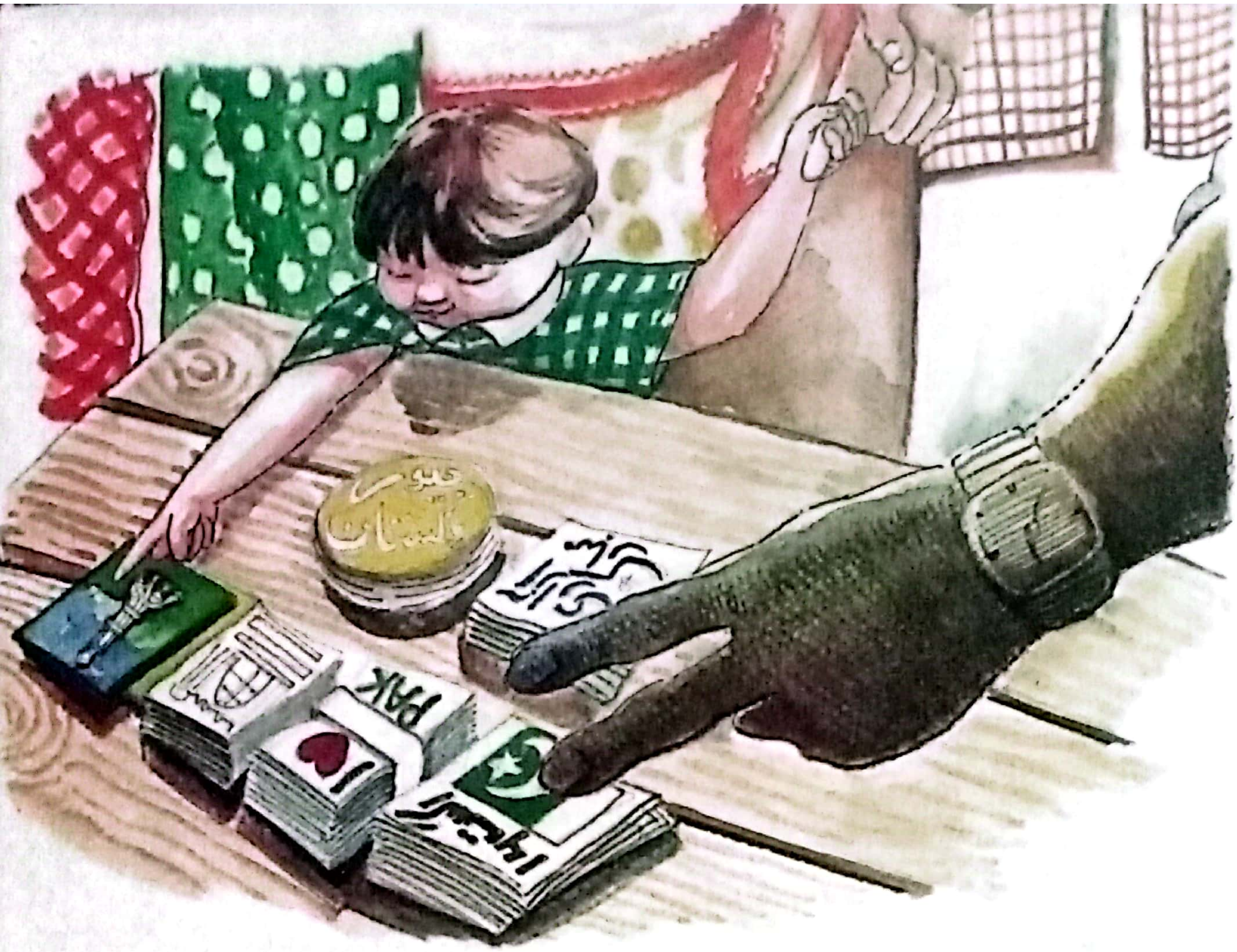
تنویر صاحب کی تین بیٹیاں فرح، ثمینہ، روبینہ اور اکلوتا بیٹا انور تھا۔



ناشتے کے بعد سب نے اچھے کپڑے پہنے اور پریڈ دیکھنے چل پڑے۔
پریڈ گراؤنڈ گھر سے زیادہ دُور نہیں تھی۔ اُنہیں پریڈ گراؤنڈ کے اِردگرد
بہت سے لوگ گھومتے پِھرتے نظر آئے۔ ایسا لگتا تھا کہ کوئی میلہ لگا ہے۔
لوگ ٹھیلوں اور دکانوں پر طرح طرح کی چیزوں کی خریدوفروخت میں
مصروف تھے۔ انور غبارے والے کو دیکھتے ہی بولا۔

"ابّو میں نے غبارہ لینا ہے۔"

جھنڈوں والا نظر آیا تو اس نے امّی سے کہہ کر ایک جھنڈا بھی خرید لیا۔
اب تو انور کو جو چیز نظر آتی اُسے خریدنے کی فرمائش کرنے لگتا۔



لیکن اپنے پسندیدہ اِسٹکروں کا ٹھیلا دیکھ کر انور سے رہا نہ گیا۔

ٹھیلے پر ہر شکل اور رنگ کے اِسٹکر موجود تھے۔

کچھ اِسٹکر تو بے حد خوب صورت تھے۔

ان سب میں نمایاں مینارِ پاکستان کا اِسٹکر تھا۔

"مینارِ پاکستان کے دو اِسٹکر باقی رہ گئے ہیں" دُکان دار بولا۔

"مجھے یہی اِسٹکر چاہیئے۔" انور بڑے جوش و خروش سے بولا۔

یہ اِسٹکر خرید کر وہ بہت خوش تھا۔



ابّو بولے ”فوجی بینڈ کی دُھنوں کی آوازیں آ رہی ہیں۔
لگتا ہے پریڈ شُروع ہونے والی ہے۔ چلو پریڈ دیکھنے چلیں۔
انور تو پہلے ہی پریڈ دیکھنے کو بے تاب تھا۔ وہ تو یہ سُنتے ہی
لوگوں کے ہجوم میں سے گُھستا ہوا سب سے آگے جا پہنچا۔
”انور بیٹا اِدھر آؤ، اِدھر آؤ بیٹا۔“ امّی اُسے آوازیں دیتی ہی رہ گئیں۔
لیکن انور تو یہ جا وہ جا۔ امّی نے سوچا، ”شاید انور ابھی آ جائے گا۔“

لیکن کچھ دیر بعد تنویر صاحب بے چینی سے بولے،
"مجھے انور کو تلاش کرنا چاہیئے۔"
ہجوم کو چیرتے ہوئے جب وہ سب سے آگے پہنچے تو دیکھا کہ
انور سب سے اگلی لائن میں کھڑا جھنڈا لہرا رہا ہے اور
فوجیوں کو بینڈ باجا بجاتے دیکھ رہا ہے۔ وہ بہت خوش نظر آ رہا تھا۔
"ڈَم، ڈَم، ڈَم" فوجی بینڈ میں ڈھول کی آواز سب سے زیادہ تھی۔
"انور، اِدھر آؤ!" تنویر صاحب نے زور سے آواز دی۔





انور کو نہ چاہتے ہوئے بھی ابّو کے ساتھ جانا پڑا۔
دونوں بڑی مشکل سے ہجوم میں سے اپنا رستہ بناتے ہوئے واپس آئے۔
انور نے دیکھا کہ سب قلفیاں کھا رہے ہیں۔
انور نے تو دیکھتے ہی ضِد کی، ”میں بھی قلفی کھاؤں گا۔“
”میں تمھیں قلفی کیسے لے کر دیتی تم تو بینڈ دیکھنے بھاگ گئے تھے۔
اور تم نے اپنے کپڑوں کا کیا حال کرلیا ہے، انور؟“ امّی ناراض ہوکر بولیں۔

انور نے اپنے کپڑوں کی طرف دیکھا۔ "امّی ٹھیک ہی کہہ رہی ہیں۔"
اُس نے سوچا۔ سچ مچ، اس کے سب سے اچھے کپڑے گندے ہو گئے تھے۔
"امّی میرا اسٹکر" وہ جیب میں ہاتھ ڈال کر چلّایا۔
پھر وہ روہانسا ہو کر بولا، امّی کسی نے میرا اسٹکر چُرا لیا ہے۔"
تم بغیر بتائے اکیلے ہی لوگوں کے ہجوم میں گھس جاؤ گے تو یہی ہوگا۔"
یہ کہتے ہوئے امّی نے انور کو دلاسا دیا۔





انور افسُردہ تھا کیوں کہ اس کا پسندیدہ اِسٹکر گُم ہو چکا تھا۔
سب پریڈ دیکھنے کے لئے چلے تو انور نے بھی آہستہ آہستہ چلتے ہوئے،
اِسٹکر تلاش کرنے کے لیے اِدھراُدھر دیکھنا شروع کیا۔
اب اسے کوئی بھی چیز اچھی نہیں لگ رہی تھی۔ پریڈ بھی نہیں۔
اب گھر والے پریڈ دیکھنے کے لئے کسی مناسب جگہ کی تلاش میں تھے۔
یہ کام خاصا مُشکل تھا۔

اسی وقت تنویر صاحب کی نظر ارشاد چوکیدار پر پڑی۔
وہ بھی اپنے گھر والوں کے ساتھ پریڈ دیکھنے آیا تھا۔
چوکیدار کے بیٹے کا نام سلیم تھا۔ انور اور سلیم ہم عمر تھے۔
لیکن سلیم کے مقابلے میں انور طاقت ور لگتا تھا۔
انور اور سلیم ایک ہی گھر میں رہتے تھے۔
لیکن وہ کبھی بھی ایک دوسرے کے ساتھ نہ کھیلتے تھے۔
کیوں کہ انور اپنی چیزوں سے کسی کو کھیلنے کا موقع ہی نہ دیتا تھا۔





اچانک انور کی نظر سلیم کی قمیص پر مینارِ پاکستان کے اِسٹکر پر پڑی۔
یہ دیکھتے ہی انور غُصّے سے بے قابو ہو گیا۔
"یہ میرا اِسٹکر ہے۔ تم نے میرا اِسٹکر چُرایا ہے" انور غُصے سے چِلاّیا۔
انور سلیم کی طرف لپکا اور اس کی قمیص سے اِسٹکر اُتار نے لگا۔
"میرا اِسٹکر دو۔ تم چور ہو۔" وہ بولا۔
یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا کہ سلیم کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔



سلیم روہانسا ہو کر بولا، "میں نے تمہارا اِسٹکر نہیں چُرایا۔"
"تم ہی نے چُرایا ہے۔" یہ کہتے ہوئے انور نے سلیم کو دھکّا دیا۔
سلیم زمین پر گرا تو انور نے سلیم کی قمیص سے اِسٹکر اُتار لیا۔



”میرا اِسٹکر واپس دو“ سلیم دوبارہ چیخا۔
”میری امّی نے ٹھیلے والے سے مُجھے یہ اِسٹکر خرید کر دیا ہے۔
اس کے پاس یہ آخری اِسٹکر تھا۔“
لیکن انور کا غصہ ٹھنڈا ہوتا تو وہ سُنتا۔
اس نے سلیم کا اِسٹکر اپنی قمیص پر لگایا اور
ہنستا ہوا گھر والوں کے پاس آ گیا۔

"ابو سلیم نے میرا اِسٹکر چرایا تھا" انور نے ابو سے شکایت کی۔

تنویر صاحب یہ سن کر خاموش ہوگئے۔

وہ سوچنے لگے کہ اِسٹکر تو واقعی مہنگا تھا اور چوکیدار کے لئے اس کو خریدنا ۔۔۔! لیکن شاید سلیم کی ضد پر انہوں نے یہ اِسٹکر سلیم کو خرید کر لے دیا ہو۔ لیکن یہ بات انور کو کیسے سمجھائی جائے؟ کیوں کہ اس کو سمجھانا بہت مشکل تھا۔





ابھی تنویر صاحب یہ سوچ ہی رہے تھے کہ ایک اجنبی ان کے پاس آیا اور بولا، "معاف کیجئے گا جناب! میرا نام فرید ہے۔
میں ان دونوں لڑکوں کو اِسٹکر کی خاطر لڑتے دیکھا لیکن
میں نے اس لڑکے کی امّی کو یہ اِسٹکر خریدتے دیکھا تھا۔"
"سَچ مُچ! آپ کا بہت بہت شکریہ!" تنویر صاحب بولے۔ "آپ نے میری مُشکل حل کردی۔" لیکن انور کا غُصہ ابھی تک ٹھنڈا نہ ہوا تھا۔
تنویر صاحب انور سے مخاطب ہو کر بولے، "انور بیٹا! بہت بُری بات ہے۔ پہلے تم سلیم سے معافی مانگو اور پھر اس کا اِسٹکر واپس کرو۔"

انور بولا، "میں کیوں واپس کروں؟ کسی نے میرا اسٹکر بھی تو چرایا ہے۔"

"لیکن سلیم نے تو تمہارا اِسٹکر نہیں چُرایا۔"

تنویر صاحب بولے۔ انور لاجواب ہوگیا۔

"سلیم! یہ لو اپنا اِسٹکر" انور بے دِلی سے اِسٹکر دیتے ہوئے بولا۔

اس دفعہ امّی بولیں، "سلیم سے معافی بھی تو مانگو۔"

انور بولا "مجھے معاف کردو! سلیم۔"

شاید اسے اپنی غلطی کا احساس ہوگیا تھا۔ اس نے سوچا کہ اس کو سلیم سے ایسا سلوک نہیں کرنا چاہئے تھا۔



اب فرید صاحب بولے۔ "بیٹا، میں نے اپنے بچوں کے لئے کچھ اسٹکر اور قمیص پر لگانے والے بِلّے خریدے ہیں۔ کیا تم ان میں سے کوئی ایک لینا پسند کروگے؟ " انور کی آنکھوں میں جیسے چمک آگئی۔ اِتنے بہت سے خوب صورت بِلّے اور اِسٹکر دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا۔



وہ بولا "یہ بِلاّ تو مینارِپاکستان سے بھی اچھا ہے"

اس پر ایک لڑاکا طیارے اور راشد منہاس شہید کی تصویر بھی تھی۔ "میں یہ لے لوں انکل" انور بولا۔ "لے لو بیٹا مگر ایک وعدہ کرنا پڑے گا" فرید صاحب بولے۔

انور ذرا پریشان سا ہوکر بولا "وہ کیا؟"

اس پر فرید صاحب بولے۔ "بیٹا کسی پر شک کرنااور لڑنا اچھی بات نہیں۔ تم نے تو آگے چل کر اس ملک و قوم کو سنبھالنا ہے۔ سب بچوں کو آپس میں مِل جُل کر رہنا چاہئے۔ دوستوں کی طرح۔ اب تم سلیم سے ہاتھ مِلاؤ اور وعدہ کرو کہ آئندہ کبھی سلیم سے لڑائی نہ کرو گے۔"

"سلیم! اب ہم کبھی لڑائی نہیں کریں گے اور مل کر کھیلا کریں گے۔ "

ملکیت حکومتِ پنجاب

اسٹکر

بچّے اپنے پسندیدہ اِسٹکر خریدتے بھی ہیں اور انہیں جمع بھی کرتے ہیں۔ خوبصورت ''اِسٹکر'' کے پسِ منظر میں لکھی گئی ایک سادہ اور آسان سی کہانی۔

کہانی کے نام سے ننّھے منّے بچّوں کے ذہن میں رنگارنگ تصاویر والے بہت سے اِسٹکر آتے ہوں گے۔ جنہیں بچّے شوق سے خریدتے ہیں اور اپنی کاپی، کتابوں اور قمیص پر لگاتے بھی ہیں۔

اس کہانی میں آپ کی ملاقات ایک ضدّی بچّے سے ہو گی، جو 14 اگست کے دن پریڈ دیکھنے گیا اور اپنا پسندیدہ اِسٹکر کھو بیٹھا۔ اسے شک ہوا کہ اسکا اِسٹکر سلیم نے چرایا ہے۔ کیا اس کا شک صحیح نکلا؟ انور کو صرف سلیم پر شک کیوں ہوا؟ اور اس کا انجام کیا ہوا؟ ''اِسٹکر'' پڑھیں اور انجام ڈھونڈ نکالیں۔

یقیناً یہ کتاب اساتذہ کے لئے بچّوں میں قومی شعور، برداشت اور اتحاد جیسی خصوصیات کو پروان چڑھانے میں مددگار ہو گی۔

DFID Department For International Development

فیروزسنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور راولپنڈی کراچی

PMSP Punjab

969 0 01627 X